سمسٹر: خزاں 2016ء

کورس: اسلامیات لازمی　　　　کورس کوڈ: 201

سطح : میٹرک　　　　مشق نمبر : 01

سوال نمبر1: قرآن مجید کی تلاوت کے آداب اور تعلیمات کے اثرات تحریر کریں۔

جواب: پس منظر: قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔اس میں نصیحت کا پیغام ہے، ظاہری اور باطنی بیماریوں اور عیبوں کے لیے شفا ہے۔بنی نوع انسان کی عافیت کا سامان ہے۔ ہدایت اور رحمت کا خزانہ ہے۔ یہ کتاب رسول کریم ﷺ پر تقریباً تیئس سال کے عرصے میں نازل ہوئی۔اس کا نام اللہ تعالیٰ نے ''الکتاب'' خود رکھا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

" ذالک الکتب لا ریب فیه o(البقره۲)

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں

ارشاد خداوندی ہے:

﴿ انانحن نزلنا الزکر وانالہ لحفظون﴾

یقیناً ہم نے قرآن مجید نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ اس کو جمع کرنا اور اس کو سکھانا بھی ہمارے ذمے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ان علینا جمعه و قرانه﴾

یقیناً اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کو سکھانا ہمارا زمہ ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے آداب: قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے اور عزت واحترام کرنے کے آداب ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر قرآنِ پاک میں کیا ہے اور حضرت محمد ﷺ نے احادیث میں بیان فرمایا ہے۔جو درج ذیل ہیں۔

1۔ پاک ہونا: قرآنِ کریم کو وہی ہاتھ لگائیں جو پاک ہیں۔قرآنِ مجید کی سورۃ الواقعہ آیت نمبر 79 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لا یمسه الا المطهرون"

ترجمہ: ''اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔'' وضو کے بغیر قرآنِ پاک کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔وضو کر کے تلاوت کرے۔زبانی پڑھنا ہو تو وضو کے بغیر بھی پڑھ سکتا ہے۔ بیٹھنے کی جگہ بھی پاک ہونی چاہیے۔قرأت سے پہلے مسواک کر لینا سنت ہے۔ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ترجمہ: ''تمہارے منہ قرآنِ مجید کے راستے ہیں۔تم ان راستوں کو مسواک کر کے پاک صاف کر لیا کرو۔''

2۔ تعوذ: تلاوت سے پہلے ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھنا چاہیے قرآنِ پاک کی سورۃ النحل آیت نمبر 98 میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے: **﴿فاذا قرات القران فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم﴾**

ترجمہ: ''اور جب تو قرآنِ پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگ شیطان سے جو راندہ ہوا ہے۔''

www.aiouinfo.com

3۔ ترتیل: قرآنِ پاک کو آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھا جائے۔ قرآنِ پاک کی سورۃ المزمل آیت نمبر 4 میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے کہ ''ورتل القران ترتیلا'' ترجمہ: ''اور قرآنِ پاک کو آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھو۔''

4۔ تجوید: قرآنِ پاک ٹھہر ٹھہر کر، واضح اور صاف پڑھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کا ایک ایک لفظ واضح اور جدا ہوتا۔ (ترمذی)

5۔ خوش الحانی: قرآنِ پاک کو محبت اور شوق سے اچھے لہجے میں پڑھنا چاہیے۔ لہجہ میں شیرینی ہو اور پورے الفاظ ادا ہوں۔ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ترجمہ:۔ ''تم اپنی آوازوں سے قرآنِ پاک کو زینت دو۔'' (مشکوٰۃ)

6۔ گانے کی طرح پڑھنے کی ممانعت: ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ترجمہ:۔ ''اپنے آپ کو عشقیہ نغموں کے انداز میں قرآنِ پاک پڑھنے سے بچاؤ۔ میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو گا گا کر قرآنِ پاک پڑھے گی لیکن قرآنِ پاک ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔'' (یعنی ان کے دلوں پر کوئی اثر نہ ہوگا)

7۔ دل لگا کر پڑھنا: ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ترجمہ:۔ ''قرآنِ پاک کو اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے۔ جب طبیعت اکتا جائے تو اٹھ کھڑے ہو۔'' (بخاری) قرآنِ پاک کی سورۃ المزمل آیت نمبر 20 میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے کہ:

ترجمہ: ''قرآنِ پاک میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو۔''

8۔ تین دن میں ختم کرنا: تین دن رات سے کم مدت میں قرآنِ پاک ختم کرنے کو حضور اکرم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (ترجمہ) ''جو تین دن رات سے کم میں قرآنِ پاک کو ختم کر لے اس نے قرآنِ پاک کو نہیں سمجھا۔'' (ترمذی) تلاوت کے دوران باتیں نہ کی جائیں۔ بعض لوگ تلاوت کرتے کرتے باتیں بھی شروع کر دیتے ہیں۔ یہ قرآنِ پاک کے آداب کے خلاف ہے۔ جب قرآنِ پاک پڑھا جائے تو خاموشی سے سنا جائے۔ باتیں کرنا اللہ کے کلام کی ناقدری ہے۔

9۔ قرآنِ پاک کا ادب کرنا: قرآنِ پاک کی طرف پیٹھ یا پاؤں نہ ہو اور نہ ہی اس سے اونچا بیٹھیں۔ دلی طور پر ادب کرنے کے ساتھ ساتھ ظاہری آداب بھی مدِ نظر رکھے جائیں۔

10۔ قرآنِ پاک کو سمجھنا: قرآنِ پاک دراصل بندوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ کتاب کو پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سمجھا جائے، اس لیے قرآنِ پاک کو سمجھنا بہت ضروری ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا خطاب کر رہا ہے۔ اگر ہمارے پاس کسی ایسی زبان میں کوئی خط یا تار آجائے جو ہم نہ سمجھتے ہوں تو ہم اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ اس خط یا تار کو مضمون کی جاننے والے سے پڑھا کر سمجھ نہ لیں۔ اسی طرح قرآنِ پاک اللہ کا ہمارے نام خط کی صورت میں ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم وہ زبان سیکھیں جس میں یہ خط ہے تاکہ ہم ازخود اسے سمجھ سکیں۔ کم از کم قرآنِ کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنا اور یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خط میں ہمارے لیے ہدایات اور نشانیاں ہیں۔

11۔ قرآنِ حکیم پر عمل کرنا: اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم انسانوں کی ہدایت کے لیے اتارا ہے۔ ہدایت کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر تم قرآنِ کریم پر عمل کرو گے تو ہمیں دُنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں بھی کامیابی ملے گی۔ اگر ہم کبھی بیمار ہوں تو ڈاکٹر سے نسخہ لیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نسخے کے مطابق ہم دوائی استعمال کریں گے تو ہم صحت یاب ہو جائیں گے۔ اگر ہم اس نسخے کو زبانی یاد کر لیں یا گھول کر پی جائیں تو ہمیں بیماری سے افاقہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح قرآنِ پاک جب باطنی بیماریوں سے صحت دینے کے لیے نازل ہوا ہے اس سے صحت حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ قرآنِ مجید کی

www.aiouinfo.com

تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ البتہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس لیے اسے پڑھنا، زبانی یاد کرنا باعث برکت اور ثواب ہے۔ جس مقصد کے لیے قرآنِ پاک اتارا گیا وہ تب ہی حاصل ہوگا جب اس پر عمل کیا جائے۔

قرآن مجید کی تعلیمات کے اثرات: قرآنِ مجید نے انسان کو اپنے ہی جیسے انسانوں کے سامنے جھکنے، سورج، چاند، ستاروں، پتھروں کو پوجنے اور توہم پرستی سے ہٹا کر ایک خدا کا تصور دیا۔ بندے اور اس کے خالق کے درمیان محبت اور اطاعت کا رشتہ قائم کیا۔ انسانوں کی حکومت اور حاکمیت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والوں اور ملکوں کا نظام آپس کے مشورے سے چلانے کی تعلیم دی۔ عدل وانصاف کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ سود کو ختم کر کے زکوٰۃ کو رائج کیا جس سے غریبوں اور حاجت مندوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حلال اور حرام کا فرق بتایا۔ حلال روزی کو ضروری احکام قرار دیا اور حرام سے بچنے کی تاکید کی۔ عورتوں کے حقوق مقرر کیے۔ میاں بیوی کے باہمی رشتے کے بارے میں واضح احکامات دیے۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔

رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور سب لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنے کا حکم دیا۔ ظہور اسلام سے پہلے عرب کے عام لوگوں میں دنیا بھر کی خرابیاں موجود تھیں۔ وہ شرک اور کفر کرتے تھے، بے گناہ لوگوں کو قتل کرتے، جوا کھیلتے، شراب پیتے اور اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ یہ قرآنِ پاک کی تعلیمات کا اثر تھا کہ یہی لوگ دنیا کے سب سے مہذب اور شائستہ افراد بن گئے، انسانیت کے ہمدرد اور خیر خواہ بن گئے۔ جن کے اپنے ہاں کوئی قانون نہیں تھا انہوں نے ساری دنیا کو قانون دیا۔ جو خود گمراہ تھے وہ ساری دنیا کے انسانوں کے رہنما بن گئے جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے انہوں نے دنیا کو امن وامان کا گہوارہ بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ پاک کی تعلیم نے بندوخ کو اس قدر مہذب بنا دیا کہ انہیں فرشتوں سے بھی زیادہ بلند مقام پر پہنچا دیا۔ ایسی جامع تعلیمات کسی کتاب میں نہیں مل سکتیں۔ مثالی معاشرہ قائم کرنے کے لیے ایسے منصفانہ اصول مقرر کیے جن پر عمل کر کے دونوں جہان کی سعادتیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ہماری فلاح وکامیابی اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "**الکتاب**" یعنی قرآنِ پاک میں جو احکامات دیے ہیں ان کی پابندی کریں۔

سوال نمبر 2: سورۃ النصر اور سورۃ الناس خوش خط تحریر کریں اور ان کا خلاصہ تحریر کریں؟

جواب: سورۃ النصر:

ترتیبہا ۱۱۰ — سُوْرَةُ النَّصْرِ — آیاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ
يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾

سورۃ نصر مکی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں

www.aiouinfo.com

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ترجمہ: ''جب خدا کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہوگئی) (۱) اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہور ہے (۲) تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو۔ بے شک وہ معاف کرنے والا ہے (۳)۔''

خلاصہ: عام مفسرین کے نزدیک سورہ نصر کی خصوصیات صرف اتنی ہے کہ یہ قرآن کریم کی نازل ہونے والی آخری سورت ہے جو حجتہ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ جہاں تک اس سورت کے مفہوم و مدعا کا تعلق ہے تو اس حوالے سے خاص بات یہی ہے کہ اشارتاً اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کی اطلاع دی گئی ہے۔ اس رائے کی بنیاد وہ آثار ہیں جو حدیث کی کتابوں میں صحابہ کرام سے منقول ہیں۔ ان روایات کی تفصیل ''تفسیر ابن کثیر'' میں سورۂ نصر کے تحت دیکھی جا سکتی ہے۔

جاوید احمد صاحب غامدی نے اس سورت کو ایک بالکل مختلف پس منظر سے دیکھا اور اس کے بعد اس سورت کا وہ مفہوم و مدعا بیان کیا ہے جس کے نتیجے میں یہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کا ایک بالکل واضح اور بین ثبوت بن کر سامنے آتی ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق یہ سورت ایک عظیم پیش گوئی کا بیان ہے، جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آپ کی دعوت کی قبولیت اور عرب پر غلبے کی تفصیل سے اس وقت آگاہ کر دیا جب مسلمان مکہ میں مغلوبیت کی حالت میں تھے۔ آنے والے برسوں میں دنیا نے دیکھا اور تاریخ نے اس کو ایک حقیقت کے طور پر محفوظ کر لیا کہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور ایک ایک کر کے وہ سارے واقعات ظہور پذیر ہوتے چلے گئے جن کا اس سورت میں ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ کی مدد اور وہ فتح جب آ جائے، (اے پیغمبر، جس کا وعدہ ہم نے تم سے کیا ہے)، اور تم لوگوں کو جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیکھ لو تو اپنے پروردگار کی تسبیح کرو، اس کی حمد کے ساتھ، اور اس سے معافی چاہو۔ (اس لئے کہ) وہ بڑا ہی معاف کرنے والا ہے۔''

جاوید احمد صاحب غامدی کے اس سورت کا اسلوب اور قرآن کریم میں اس کا مقام اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ سورت جن واقعات کو بیان کرتی ہے، وہ ماضی کی داستان نہیں، بلکہ اس غلبے کی اہم ترین منازل کا بیان ہے جو آنے والے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے مقدر کر دیا تھا۔

سورۃ الناس:

سُورَةُ النَّاسِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿٢﴾ إِلَٰهِ النَّاسِ ﴿٣﴾ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴿٤﴾ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ﴿٥﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿٦﴾

www.aioufo.com

سورۃ الناس مدنی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ترجمہ: ''کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں (۱) (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی (۲) لوگوں کے معبود برحق کی (۳) (شیطان) وسوسہ انداز کی برائی سے جو (خدا کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے (۴) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے (۵) (خواہ وہ جنات سے (ہو) یا انسانوں میں سے (۶)''۔

خلاصہ: مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز مجھ سے فرمایا: ''تمہیں کچھ پتہ ہے کہ آج رات مجھ پر کیسی آیات نازل ہوئی ہیں؟ یہ بے مثل آیات ہیں۔ **اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس**''۔

مکہ معظمہ میں یہ دونوں سورتیں جن حالات میں نازل ہوئی تھیں وہ یہ تھے کہ اسلام کی دعوت شروع ہوتے ہی ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے گویا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا ہے۔ جوں جوں آپ کی دعوت پھیلتی گئی، کفار قریش کی مخالفت بھی شدید ہوتی چلی گئی۔ جب تک انہیں یہ امید رہی کہ شاید وہ کسی طرح کی سودے بازی کر کے، یا بہلا پھسلا کر آپ ﷺ کو اس کام سے باز رکھ سکیں گے، اس وقت تک تو پھر بھی عناد کی شدت میں کچھ کمی رہی لیکن جب وہ اس بات سے بالکل مایوس ہو گئے کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ دین کے معاملہ میں کوئی مصالحت کرنے پر آمادہ ہو سکیں گے۔ تو کفار کی دشمنی اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں پناہ مانگتا ہوں طلوع صبح کے رب کی، تمام مخلوقات کے شر سے، رات کے اندھیرے اور جادوگروں اور جادوگرنیوں کے شر سے، اور حاسدوں کے شر سے۔ اور ان سے کہہ دو کہ میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ اور انسانوں کے معبود کی ہر اس وسوسہ انداز کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ شاطین جن میں سے ہو یا شیاطین انس میں سے۔ یہ اسی طرح کی بات ہے جیسی حضرت موسیٰؑ نے اس وقت فرمائی تھی جب فرعون نے بھرے دربار میں ان کے قتل کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

سوال نمبر 3: سورۃ التکاثر ترجمہ کے ساتھ خوش خط تحریر کریں۔

جواب: سورۃ التکاثر:

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ — مكية ١٠٢ — آياتها ٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ كَلَّا سَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ
عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴿٥﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿٦﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا
عَيْنَ الْيَقِيْنِ ﴿٧﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿٨﴾

www.aiouinfo.com

نظریات پر مبنی ہوتا ہے درست عقیدہ ہی انسان میں درست سوچ اور درست نظریات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ جس کی بنا پر صراط مستقیم کی طرف راغب ہوتا ہے۔

انسانی زندگی پر عقیدہ توحید کے اثرات: انسانی زندگی پر عقیدہ توحید کے نمایاں اثرات مرتب ہوتے ہیں ان مین سے چند ایک ذیل میں درج ہیں:

۱۔ آزادی وحریت: عقیدہ توحید نے انسان کو آزادی و حریت کا بلند مقام بخشا ہے چونکہ اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے سے وہ اس کا مستحق ہے درحقیقت کائنات کی تخلیق انسان ہی کے لیے کی گئی ہے لیکن جب تک انسان توحید سے ناواقف ہوتا ہے وہ اس وقت تک اتنا پست اور خوار ہوتا ہے کہ حقیر چیزوں کے سامنے بھی سجدہ ریز ہوتا ہے انہیں ہی اپنا آقا اور حاجت روا سمجھتا ہے لیکن توحید کی برکات کے سبب انسان میں عزم و ہمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کی بنا پر وہ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہیں جھکاتا۔

۲۔ خودداری اور عزت نفس: عقیدہ توحید انسان مین خودداری اور عزت نفس پیدا کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کائنات کی تمام طاقتوں کا مالک اور خالق خدا ہے اس کے سوا نہ تو کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی زات کے سوا کوئی بھی صاحب اختیار نہیں یہ علم و یقین انسان کو تمام دوسری قوموں سے بے خوف کر دیتا ہے اس کی گردن کسی کے آگے نہیں جھکتا اور نہ ہی اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لیے کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے یہ سب صفات انسان میں عقیدہ توحید کی مرہون منت ہیں۔

۳۔ انکساری: عقیدہ توحید انسان میں جذبہ انکساری پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے والا کبھی مغرور اور متکبر نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسے اس بات کا علم ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ اسے اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ جو ہستی عطا کرنے پر قادر ہے وہ چھیننے پر بھی قادر ہے جبکہ دوسرے عقائد رکھنے والے لوگ دنیاوی مال و دولت کے حصول پر مغرور اور متکبر ہو جاتے ہیں

۴۔ وسعت نظر: عقیدہ توحید انسان مین وسعت نظر پیدا کرتا ہے وہ تنگ نظر نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس خداوند کریم پر ایمان رکھتا ہے جو زمین و آسمان کا خالق اور مشرق و مغرب کا مالک ہے اور تمام جہانوں کا رب ہے اس پختہ یقین کے بعد کائنات کی ہر چیز کا مالک وہ خدا ہی کو سمجھتا ہے اس عقیدے کی بدولت انسان میں ہمدردی، ہمت اور خدمت کے جذبات فروغ پاتے ہیں اس عقیدے کی وجہ سے وہ علاقائی تعصبات، وطن پرستی، حسب و نسب اور رنگ و نسل سے پاک ہو کر عالمگیر رشتہ اخوت سے منسلک ہو جاتا ہے اس کی سوچ اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ وہ دوسروں کی غمی و خوشی سمجھتا ہے اور مخلوق خدا کی خدمت اس کا نصب العین بن جاتا ہے۔

۵۔ استقامت و بہادری: عقیدہ توحید انسان کو بہادر اور دلیر بنا دیتا ہے انسان کو دو ہی چیزیں بزدل بناتی ہیں ایک مال و جان اور دوسری اہم خاندان کی محبت لیکن عقیدہ توحید کا یہ کمال ہے کہ انسان کے ذہن میں یہ خیال جم جاتا ہے کہ ہر چیز کا مالک و اختیار اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی مارنے والا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ ہے یہی عقیدہ انسان کو دلیر اور بہادر بنانے کا باعث بنتا ہے۔

۶۔ پرہیز گاری: جب انسان کا اس بات پر پختہ یقین ہو جائے کہ انسان اپنے ہر عمل کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے اور یہ کہ اس کے ظاہر باطنی سے واقف ہے اس کے عمل اور حرکت کے بارے میں علم رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے پوشیدہ خیالات سے بھی واقف ہے اس سے انسان کے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور آخرت کی فکر لاحق ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے اور برائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو معافی کے لیے اللہ تعالیٰ کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے یہی تقویٰ ہے جو انسان کو پرہیز گار بناتا

www.aiouinfo.com

ہے۔

۷۔ قانون کی پابندی: عقیدہ توحید کی بدولت انسان قانون کی پابندی کا عادی بن جاتا ہے کیونکہ مومن اس بات سے پوری طرح واقف ہے کہ خداوند کریم ہماری شہہ رگ سے بھی قریب ہے اور ہمارے ظاہر اور پوشیدہ اعمال سے بخوبی واقف ہے اس طرح یہ بات انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی عادی بنا دیتی ہے۔

۸۔ رجائیت اور اطمینان قلب: توحید پر ایمان رکھنے والا کسی حال میں مایوس اور دل برداشتہ نہیں ہوتا کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس کا معبود زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے جس کا فضل و کرم لامحدود ہے اس عقیدے کی بدولت انسان میں قناعت کی صفت پیدا ہو جاتی ہے وہ حسد اور کینہ جیسے جذبات سے پاک ہو جاتا ہے کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے جس کو چاہے زیادہ دے اور جس کو چاہے کم دے عزت، طاقت اور ناموری سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر کسی کو دینا چاہے تو کوئی روکنے والا نہیں اس طرح عقیدہ توحید انسان کو سکون قلب مہیا کرتا ہے۔

۹۔ صبر و توکل: عقیدہ توحید انسان میں صبر و توکل کی زبردست طاقت پیدا کرتا ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مومن کسی چیز کے حصول کے لیے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو فرمایا کہ کام کریں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں یہ بات ذہن سے نکال دیں کہ اللہ تعالیٰ سونے چاندی کی بارش برسائے گا۔

ارشاد ربانی ہے کہ انسان کے لیے کچھ نہیں مگر وہ جس کے لیے اس نے سعی کی ہے۔

عقیدہ توحید کا ایک اثر یہ ہے کہ ہر شخص خود ہی اپنے اعمال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہوتا ہے۔ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، نجات کا دارومدار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے۔ قرآنِ پاک میں بار بار آتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے جس نے اچھے اعمال کیے اس کا فائدہ اسی کو ہے جس نے گناہ کیے اس کا نقصان اسی کو ہے۔ ﴿لا تزر وازرۃ وزر اخری﴾ ترجمہ:۔ ”کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

سوال نمبر 5: درج ذیل کا ترجمہ و تشریح کریں۔

(الف) اِنَّ اکرَامکُم عندَاللّٰہ اَتقٰکُم (ب) وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسناً

جواب: (الف) اِنَّ اکرَامکُم عندَاللّٰہ اَتقٰکُم

ترجمہ: ”بے شک تم میں خُدا کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔“

تشریح: عقیدہ توحید نے خُدا اور بندے کے درمیان سے واسطے اور وسیلے ختم کر دیئے۔ دوسرے مذاہب میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے، اس کا قرب حاصل کرنے اور نجات و مغفرت کے لیے انسانی وسیلوں کی ضرورت تھی۔ ان کے بغیر کوئی انسان خُدا تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور ان کی سفارش کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تھی حتیٰ کہ مذہبی رسوم اور عبادات ادا کرنے کے لیے بھی مخصوص مذہبی طبقے کی ضرورت نہیں۔ انسانوں اور خُدا کے درمیان

www.aioufino.com

صرف نبی کا واسطہ ہے اور یہ وسیلہ اس لیے ضروری ہے کہ نبی پر وحی نازل ہوتی ہے، اسی لیے نبی کا اتباع فرض ہے اور نجات کے لیے اسوۂ رسول پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ جہاں تک سفارش کی بات ہے تو انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور مشیت سے سفارش فرمائیں گے۔

(ب) وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا

جواب: ترجمہ: ''اور لوگوں سے نیک بات کیا کرو۔''

تشریح: اچھی باتیں کرنے سے آپس میں میل ملاپ بڑھتا ہے۔ اسی لیے ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارنے کی ممانعت آئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''مسلمان نہ طعنہ دیتا ہے، نہ لعنت بھیجتا ہے، نہ بد زبانی اور فحش کلامی کرتا ہے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی شان اس قسم کی غیر مہذب سے بہت اونچی ہے۔ وہ جب بات کرتا ہے تو نیکی اور بھلائی کی کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: ''جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات بولے ورنہ چپ رہے۔''

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ اچھی بات کریں، کسی سے سخت لہجے میں بات نہ کریں۔ نرمی اور پیار سے محبت کرنے سے اس کا اچھا تاثر ہوتا ہے اور یہ خوش خلقی کی نشانی ہے۔

☆☆☆☆☆